فتح مکہ میں آنحضرت ﷺ کی حربی حکمت عملی

War Strategy of The Holy Prophet (ﷺ) in the Conquest of Makkah

طاہرہ بتول *

ڈاکٹر عبدالغفار بخاری **

ABSTRACT

This article encompassed the Holy Prophet's (ﷺ) best war strategy in the conquest of Makkah and its relevance to the Modern society. The purpose of this article was to highlight the war strategy of Holy Prophet (ﷺ) in the conquest of Makkah. His strategy provided the noble example for warfare in modern world. The method used for research was historical. The review of literature revealed that the war strategies of Prophet Muhammad (ﷺ) showed the love for humanity, concern for the safety of the lives and avoided bloodshed as far as possible. Because of his noble strategies, Makkan tribes surrendered without any resistance in front of the army of Islam. Consequently, Makkah became freed from idolatry and the Holy Prophet (ﷺ) conquered the last and the most solid stronghold of the enemy. In Modern era, Muslim faced so many war problems. Through the war strategies of Holy Prophet (ﷺ), military commanders can learn the war ethics and overcome their problems. It is recommended to Muslim army that they should take guidance from the war strategy of Prophet Muhammad (ﷺ) and defeat enemy by putting psychological pressure upon them.

Keywords: *Prophet Muhammad (ﷺ), Qurayish, Muslim, The Conquest of Makkah, Modern world.*

---

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

** صدر شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

جنگی حکمت عملی سے مراد دشمن کے مقابلے میں فتح کو یقینی بنانے اور شکست کے اسباب کو کلیتاً ختم کرنے کے لئے اقتصادی، نفسیاتی اور خالص فوجی بنیادوں پر وضع کی گئی ایسی منصوبہ بندی اور طریقہ کار ہے جو حالتِ خوف و امن ہر دو حالتوں میں قابل عمل ہو۔(۱)

آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین ہونے کے ساتھ ساتھ حکمت کے منبع بھی تھے۔ ہر جنگ میں آپ ﷺ کی جنگی حکمت عملی بہترین اور بے مثال ہوتی تھی۔ آپ ﷺ کی فتح کا راز شخصی شجاعت، بے مثال اعصابی قوت اور حربی مہارت تھی۔ آپ ﷺ نے میدان جنگ میں انتہائی منصوبہ بندی، حکمت عملیوں اور بہترین حربی صلاحیتوں سے دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ آپ ﷺ نے جنگوں میں دشمن کیخلاف جس بہادری کا مظاہرہ کیا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ ﷺ نے تلوار صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین اسلام کی ترویج و اشاعت کیلئے اٹھائی۔

آپ ﷺ کی حربی زندگی میں بہترین حکمت عملیاں وہ ہیں جو آپ ﷺ نے مکہ فتح کرنے کے لئے اختیار کیں۔ فتح مکہ میں آپ ﷺ نے اپنی عسکری طاقت کو اتنا مضبوط کر دیا کہ دشمن ہیبت سے اس قدر مرعوب ہوئے کہ ہتھیار اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے۔ آپ ﷺ کی بہترین حربی حکمت عملیوں اور تدابیر نے ہی اہل مکہ کو بغیر کسی خون ریزی کے ہتھیار ڈال دینے پر مجبور کر دیا۔ یہ تاریخ اسلامی کا پہلا واقعہ ہے جس میں مکہ کے اندر دس ہزار مجاہد حضرت محمد ﷺ کی قیادت میں بھرپور عسکری تیاری کے ساتھ داخل ہوتے ہیں اور وہ بغیر کسی بڑے نقصان کے فتح حاصل کرتے ہیں۔ مکہ کو فتح کرنے کے بعد آپ ﷺ اپنے بدترین دشمنوں کے لئے عام معافی کا اعلان کرتے ہیں۔ فتح مکہ میں آپ ﷺ کا حربی کردار ہر لحاظ سے برتر، امن پسند، خون ریزی سے نفرت، دور اندیش، محتاط اور انسان کے خیر خواہ کے طور پر نظر آئے گا۔

فتح مکہ کا پس منظر

حدیبیہ کے مقام پر قریش مکہ اور مسلمانوں کے درمیان دس سال کے لئے صلح کا معاہدہ طے پایا۔ اس کی دیگر شرائط کے علاوہ ایک شرط یہ تھی کہ عرب کے دیگر قبائل کو اجازت دی گئی کہ وہ جس فریق کے ساتھ چاہیں دوستی کا معاہدہ کر سکتے ہیں۔ چنانچہ بنو بکر نے قریش کے ساتھ اور بنو خزاعہ نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کر لیا۔ بنو بکر اور بنو خزاعہ کے درمیان پرانی دشمنی چلی آرہی تھی۔ بنو بکر نے بنو خزاعہ سے اپنا بدلہ لینے کے لئے ان پر رات کے وقت حملہ کیا اور ان کے کئی آدمی مار دیئے۔(۲) اس طرح صلح حدیبیہ کے بائیس مہینے بعد قریش نے معاہدے کی خلاف ورزی کر دی۔ اس زیادتی کے بعد بنی خزاعہ کے لوگ آپ ﷺ کے پاس مدینہ میں فریاد لے کر

---

(۱) A Dictionary of US Military Term, (Washington DC: Public Affair Press), 205

(۲) ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک، سیرۃ ابن ہشام، دار الصحابہ، التراث، طنطا، مصر، طبع اول: ۱۹۹۵ء، ۴/۵

پہنچے۔ آپ ﷺ نے ان سے مدد کا وعدہ کیا۔[۱] آپ ﷺ نے اپنے قاصد کو مکہ والوں کی طرف روانہ کیا اور تین شرطیں پیش فرمائیں کہ ان میں سے کوئی ایک شرط قریش قبول کر لیں۔ قریش مکہ نے حدیبیہ کا معاہدہ توڑنے والی شرط مان لی ۔ قاصد کے چلے جانے کے بعد قریش مکہ کو اپنے عمل پر ندامت ہوئی اور وہ اپنی غلطی پر خوف زدہ ہوئے۔ قریش مکہ نے معاہدے کی تجدید کے لئے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کے پاس مدینہ بھیجا۔ مگر آپ ﷺ نے ان کی درخواست کو قبول نہیں کیا۔[۲]

آپ ﷺ نے ابوسفیان کے مکہ جانے کے بعد رازداری کے ساتھ جنگ کی تیاری شروع کر دی اور فوج کی روانگی قریش سے پوشیدہ رکھی۔ اس لیے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ مکہ والوں کو آپ ﷺ کی آمد کا پتہ نہ چلے اور آپ ﷺ اچانک ان پر حملہ کر دیں۔

آپ ﷺ دس رمضان المبارک آٹھ ہجری کو اپنے دس ہزار سپاہیوں[۳] کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوئے، نامعلوم اور غیر معروف راستوں سے گزرتے ہوئے فوراً مر الظہران[۴] کے مقام پر پہنچ گئے اور اپنی فوج کے ہر سپاہی کو الگ الگ آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ اس طرح آگ سے تمام صحرا روشن ہو گیا۔[۵] قریش کو رات کے وقت آگ کی روشنی سے پتا چلا کہ کوئی لشکر ان کے سر پر پہنچ چکا ہے۔ انہوں نے حضرت ابو سفیان بن حرب اور حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ[۶] کو خبریں معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا، راستے میں انہیں بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ[۷] بھی مل گئے۔ جب یہ تینوں مر الظہران کے قریب پہنچے تو انہوں نے میلوں تک آگ ہی آگ دیکھی۔[۸] یہ منظر دیکھ کر یہ

---

(۱) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۱۰

(۲) مبارکپوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، ادارہ الشؤون الاسلامیہ، قطر، ۲۰۰۷ء، ص: ۳۹۶

(۳) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب غزوۃ الفتح فی رمضان، حدیث نمبر : ۴۲۷۶، محقق: محمد زہیر بن ناصر الناصر، دار طوق النجاۃ، طبع اول: ۱۴۲۲ھ، ۵/ ۱۴۶

(۴) مر الظہران: مکہ کے نواح میں واقع ہے۔ مر الظہران اور بیت اللہ کے درمیان سولہ میل کا فاصلہ ہے (ابوعبید البکری، معجم ما استعجم، ادارۃ الثقافۃ من جامعۃ الدول العربیۃ، قسطنطینیہ، ۱۹۴۹ء، ۱/ ۳۲۹)

(۵) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۲۱

(۶) حکیم بن حزام: آپ کا تعلق قریش سے تھا، کنیت ابو خالد تھی۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ ۵۴ ہجری میں وفات پائی (ابن الاثیر، ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد، اسد الغابۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول: ۱۴۱۵ھ، ۲/ ۳۵۸)

(۷) بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا۔ آپ صحابی تھے اور مکہ کے رہنے والے تھے۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا تھا (ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، تحقیق: علی محمد البجاوی، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۲ء، ۱/ ۲۷۵)

(۸) صحیح بخاری، حدیث نمبر : ۴۲۸۰، ۵/ ۱۴۶

تینوں پریشان ہوگئے اور وہ آپس میں لشکر کے بارے میں قیاس آرائیاں کرنے لگے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کی آوازیں پہچان لیں اور انہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے بارے میں بتایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امان طلب کرنے کے لئے لے گئے۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔(۱) اسلامی لشکر کو مکہ کی طرف پیش قدمی کا حکم دینے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں کے لئے امان کے مقام مقرر کیے۔(۲)

بیس رمضان آٹھ ہجری ذی طوی(۳) کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کی تقسیم وترتیب فرمائی اور لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سالاروں کو مکہ میں ہتھیار استعمال کرنے سے منع کیا اور سوائے چندلوگوں کے کسی شخص کو بھی قتل نہ کرنے کا حکم دیا۔(۴) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی فوج کے سوا تمام لشکر بغیر مزاحمت کے شہر میں داخل ہوئے۔ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کو خندمہ(۵) کے مقام پر قریش کی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑااور دونوں فوجوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ قریش کو شکست ہوئی اور یہ لوگ بھاگ گئے۔ اس لڑائی میں دو مسلمان شہید ہوئے(۶)۔ مشرکین کے بارہ یا تیرہ آدمی مارے گئے(۷)۔ بیس رمضان آٹھ ہجری کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فتح کی تلاوت کرتے ہوئے مسجد حرام کے اندر داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد خانہ کعبہ میں موجود حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تصویروں کو مٹا دیااور نماز ادا فرمائی۔(۸) پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ کو ایک بلیغ خطبہ دیا، جس میں بہت سے شرعی احکام، اخلاقی نصیحتیں، امورِ جاہلیت کا خاتمہ اوراسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد کی زندگی میں فرق کو بیان کیا۔(۹) خطبے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے گیارہ مردوں اور چار عورتوں کے سب لوگوں

---

(۱) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۲۲

(۲) قشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، باب فتح مکہ، حدیث نمبر:۸۶، تحقیق: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۳/۱۴۰۷

(۳) ذی طوی: مکہ کے ایک علاقے کا نام ہے جو حرم کی حدود میں واقع ہے (نعمانی، محمد بن ابراہیم، الغیبہ، نشر صدوق، تہران، ۱۳۹۷ھ، ص:۱۸۲)

(۴) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۳

(۵) خندمہ: مکہ معظمہ کا ایک پہاڑ ہے (معجم ما استعجم، ۱/ ۱۴۶)

(۶) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۲۸۰، ۵/ ۱۴۶

(۷) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۲۸

(۸) الرحیق المختوم، ص: ۴۰۴

(۹) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۳۴

کو معاف کر دیا۔[۱] فتح مکہ سے مکہ والوں پر حق واضح ہو گیا۔ وہ اس حقیقت کو جان گئے کہ اسلام کے سوا کوئی کامیابی کی راہ نہیں۔ اس لیے وہ اسلام لانے کے لئے آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کے لئے جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کر ان سے بیعت لی۔ آپ ﷺ نے مکہ میں پندرہ[۲] یا انیس[۳] دن قیام کیا۔ آپ ﷺ نے مکہ کا نظم ونسق اور انتظام چلانے کے لئے حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ[۴] کو مکہ کا عامل بنایا جو لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نو مسلموں کو مسائل واحکام اسلام کی تعلیم دینے کے لئے مامور فرمایا۔[۵]

یہ ایک ایسی عظیم الشان فتح تھی جس نے لوگوں کو اسلام کے قریب کر دیا اور اس فتح کے بعد عرب کے دینی اور سیاسی میدان میں مسلمانوں کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد عرب کے قبائل کے لوگ قریش کے بجائے مسلمانوں کو عرب کی سب سے بڑی سیاسی اور مذہبی طاقت سمجھنے لگے اور وہ آپ ﷺ کی قیادت میں ایک قوم بن گئے۔

فتح مکہ میں آنحضرت ﷺ کی حربی حکمت عملی

میدانِ جنگ میں اترنے سے پہلے ایک کامیاب سپہ سالار ایسی حکمت عملی اپناتا ہے جس سے کم وسائل کے ساتھ مطلوبہ نتائج حاصل ہو سکیں۔ اگر جنگی حکمت عملی معیاری نہ ہو تو سپہ سالار کے اوصاف وکمالات اور فوج کی بہترین تربیت بے اثر ہو جاتی ہے۔ جنگی حکمت عملی سے ہی سپہ سالار کی صلاحیتیں اور فوج کی قوت کھل کر سامنے آتی ہے اور ان کو نتیجہ خیز بناتی ہے۔ بعض اوقات اعلی ترین حکمت عملی فوج کی بڑی بڑی غلطیوں کو چھپا دیتی ہے اور اسی جنگی حکمت عملی سے وہ کامیاب ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کی ہر جنگ میں حربی حکمت عملی ہر طرح سے بہترین اور بے مثل ہوا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے جتنی لڑائیاں لڑیں، ان میں آپ ﷺ نے شرکت سے پہلے اپنے محدود وسائل کے ساتھ بھرپور انتظامات کیے اور جنگوں کی ایسی منصوبہ بندی کی کہ قلت کے باوجود کثرت پر فتح حاصل کر لی۔ فتح مکہ میں آپ ﷺ نے جو حربی حکمت عملی اور تدابیر اختیار کیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

---

(۱) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۳۰

(۲) ایضا، ۴/ ۳۰

(۳) صحیح بخاری، حدیث نمبر :۴۲۹۹، ۵/ ۱۵۰

(۴) حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق قریش سے تھا۔ کنیت بعض کے نزدیک ابو عبد الرحمن اور بعض کے نزدیک ابو محمد تھی۔ فتح مکہ کے واقعہ میں اسلام قبول کیا اور حضور اکرم ﷺ نے آپ کو مکہ کا عامل بنا دیا۔ حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بھی والی مکہ کے منصب پر برقرار رہے اور جس دن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اسی دن حضرت عتاب رضی اللہ عنہ نے بھی اس دار فانی کو کوچ کیا(اسد الغابۃ، ۲/ ۲۳۸)

(۵) ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، ۱۹۶۸، ۲/ ۱۳۷

رازداری

جنگ میں کامیابی کے حصول کے لئے رازداری کے اصول کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ عصر حاضر میں ہر ملک کو اپنے ارادوں کے بارے میں رازداری کا خاص انتظام کرنا چاہیئے، کیونکہ اپنے ارادے کو خفیہ رکھنے کی وجہ سے ہی ان کے مخالفین تک ان کے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے سے پہلے تک کوئی خبر نہیں پہنچ سکے گی۔

عبدالرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ[۱] رازداری کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"رازداری کی اہمیت یہ ہے کہ بعض دفعہ محض ایک راز لیک آؤٹ ہو جانے سے جنگ کا نقشہ ہی بدل سکتا ہے اور لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔"[۲]

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے اس اصول کو اپنایا۔ فتح مکہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رازداری کا خاص اہتمام کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں تمام امور کو مکمل طور پر خفیہ رکھا اور ساری کاروائی رازداری سے مکمل کی تاکہ دشمن متوقع کاروائی کا بروقت توڑ تیار نہ کرلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی وعدہ خلافی کی وجہ سے مکہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو اس چیز کا خاص خیال رکھا کہ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کا علم نہ ہو سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے لئے سامان تیار کرنے کا حکم دیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو بھی اس بات کا علم نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کس طرف جانے کا ہے۔ اس چیز کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی تیاری کر رہیں تھیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں یہ جواب دیا:

«وَاللّٰهِ مَا أَدْرِي»[۳]

اللہ کی قسم مجھے یہ معلوم نہیں ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے لاعلمی اس لئے ظاہر کی کیونکہ وہ خود اس بات سے بے خبر تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کن کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے مکہ کی طرف نکلتے وقت یہ دعا فرمائی:

«اللّٰهُمّ خُذْ عَلَى قُرَيْشٍ الْأَخْبَارَ وَالْعُيُونَ حَتّى نَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً»[۴]

---

(۱) عبدالرحمن کیلانی: آپ ۱۱ نومبر ۱۹۲۳ء کو ضلع گوجرانوالہ کے علاقہ کیلیانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپ عالم دین اور مصنف تھے۔ آپ ۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو فوت ہوئے (سعید، عاکف، مولانا عبدالرحمن کیلانی، اردو چوپال فورم، ۳ ستمبر ۲۰۱۰ء)

(۲) عبدالرحمن کیلانی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت سپہ سالار، مکتبہ السلام، لاہور، جون ۲۰۱۰ء، ص: ۵۲

(۳) طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، تحقیق: محمد شکور محمود الحاج، المکتب الاسلامی، دار عمار، بیروت، طبع اول: ۱۹۸۵ء، ۲/۱۶۸

(۴) واقدی، ابو عبداللہ محمد بن عمر بن واقد، المغازی، تحقیق: مارسدن جونس، عالم الکتب، بیروت، ۲/۷۹۶

اے باری تعالی! آنکھوں اور خبروں کو قریش سے پکڑ لے یعنی نہ قریش کو ہماری تیاری کی خبر ہو اور نہ ہماری تیاری کو دیکھ سکیں۔

رسول اکرم ﷺ نے یہ الفاظ اس لئے ادا فرمائے کیونکہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کی مکہ کی طرف روانگی کی خبر قریش مکہ کو نہ ملے اور آپ ﷺ مکہ کو بغیر خونریزی کے فتح کر لیں۔

رسول اکرم ﷺ کی رازداری کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ نے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم [(۱)] کو اپنے حلیف قبائل کی طرف جنگ کی تیاری کی اطلاع دینے کے لئے روانہ فرمایا۔ [(۲)]

آپ ﷺ نے اپنے حلیف قبائل کی طرف اتنی رازداری سے اپنے خفیہ پیغامات بھیجے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ آپ ﷺ نے اپنے حلیف قبائل کو یہ نہیں بتایا کہ کن کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ ہے، اور ساتھ ہی انھیں راستے میں اپنے ساتھ شامل ہونے کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے راستوں کی نگرانی کا کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، جنہوں نے مدینہ کے آس پاس اور مکہ کے راستے میں اپنے محافظ کھڑے کر دیئے۔ محافظ کسی بھی مشکوک آدمی کو مکہ کی طرف سفر نہیں کرنے دیتے تھے۔ اس وجہ سے قریش مکہ کو آپ ﷺ کی نقل وحرکت کا علم نہ ہو سکا۔ [(۳)] آپ ﷺ نے مکہ کی طرف جانے کا پروگرام اتنا خفیہ رکھا کہ کسی کو اس کا پتا ہی نہ چل سکا۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ [(۴)] نے رسول اکرم ﷺ کی مکہ آمد کی اطلاع ایک عورت کے ذریعے قریش کو بھیج دی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ [(۵)]، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ [(۶)] کی مؤثر ناکہ بندی کے ذریعے وہ عورت راستے میں پکڑی گئی۔ [(۷)]

---

(۱) اسماء بن حارثہ رضی اللہ عنہ، ہند بن حارثہ رضی اللہ عنہ، رافع بن مکیث الجہینی رضی اللہ عنہ، جندب بن مکیث الجہینی رضی اللہ عنہ، ایماء بن رحضہ رضی اللہ عنہ، ابو رہم کلثوم الحصین رضی اللہ عنہ، معقل بن سنان رضی اللہ عنہ، نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ، بلال بن حارث رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمرو المزنی رضی اللہ عنہ، حجاج بن علاط اسلمی رضی اللہ عنہ اور عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ

(۲) المغازی، ۲/۸۰۰

(۳) باشمیل، محمد احمد، اسلام کے فیصلہ کن معرکے فتح مکہ، مترجم: اختر پوری، نفیس اکیڈمی، کراچی، دسمبر ۱۹۸۴ء، ص/۱۳۶

(۴) حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ: آپ بنی اسد کے حلیف تھے۔ آپ کا تعلق بنی خالفہ سے تھا اور وفات تیس ہجری میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر پینسٹھ سال تھی۔ (اسد الغابۃ، ۱/۲۲۹)

(۵) حضرت مقداد رضی اللہ عنہ: آپ کے باپ کا نام عمرو بن ثعلبہ تھا، کنیت ابو الاسود تھی اور بعض کے مطابق ابو عمر یا ابو سعید تھی۔ آپ قدیم الاسلام تھے۔ ۳۳ھ میں انتقال ہوا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۷/۲۰۳)

(۶) حضرت ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ: آپ کے نام کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض کے نزدیک کناز بن الحصین اور بعض کے نزدیک حصین بن کناز اور بعض کے نزدیک ایمن تھا۔ آپ شام کے رہنے والے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۷/۳۶۹)

(۷) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۲۷۴، ۵/۱۴۵

نبی اکرم ﷺ نے مکہ کی طرف اپنی روانگی کی خبر کو قریش سے پوشیدہ رکھنے کے لئے ایک اور اقدام کیا کہ رمضان آٹھ ہجری کے شروع میں بطن اضم [۱] کی طرف ابو قتادہ ربعی رضی اللہ عنہ [۲] کے زیر قیادت ایک سریہ روانہ کیا۔ ان کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ یہ گمان کریں کہ آپ ﷺ مکہ کے بجائے اس علاقے کی طرف رخ کریں گے۔ اس کے بارے میں صفی الرحمن مبارکپوری لکھتے ہیں:

"وزيادة في الإخفاء والتعمية بعث رسول الله ﷺ سرية قوامها ثمانية رجال، تحت قيادة أبي قتادة بن رِبْعِي، إلى بطن إضَم، فيما بين ذي خَشَب وذي المروة، على ثلاثة بُرُد من المدينة، في أول شهر رمضان سنة ٨ هـ ؛ ليظن الظان أنه ﷺ يتوجه إلى تلك الناحية، ولتذهب بذلك الأخبار" [۳]

پھر کمال اخفاء اور رازداری کی غرض سے رسول اللہ ﷺ نے شروع ماہ رمضان آٹھ ہجری میں حضرت ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ کی قیادت میں آٹھ آدمیوں کا ایک سریہ بطن اضم کی طرف روانہ کیا، یہ مقام ذی خشب اور ذی المروۃ کے درمیان مدینہ سے تقریباً چھتیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ سمجھنے والے سمجھیں کہ آپ ﷺ اسی علاقے کا رخ کریں گے اور یہی خبریں ادھر ادھر پھیلیں۔

قریش سے مکہ کی طرف اپنی آمد کو خفیہ رکھنے کے لئے آپ ﷺ لشکر کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف جنوب جانے کے بجائے شمال کی جانب روانہ ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ﷺ شام کی طرف حملہ کرنے جارہے ہیں۔ راستے میں آپ ﷺ اپنے حلیف قبائل کو ساتھ لے کر سمت بدلتے بدلتے اور غیر معروف اور نامعلوم راستوں سے ہوتے ہوئے مکہ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ ﷺ دس ہزار کا لشکر لے کر نہایت رازداری سے مر الظہران کے مقام تک پہنچ گئے [۴] اور قریش کو اسلامی لشکر کی روانگی کا علم ہی نہ ہو سکا۔

موجودہ دور میں رازداری کا انتظام کرنا ہر ملک کے لئے ضروری ہو گیا ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے فتح مکہ میں اپنے منصوبوں کو مخفی رکھا اور ہر مرحلہ پر مکمل رازداری سے کام لیا۔ اسی طرح ہر سپہ سالار کو رازداری کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

---

(۱) بطن اضم: یہ مقام ذی خشب اور ذی المروہ کے درمیان مدینہ سے تقریباً ۲۳ میل کے فاصلے پر واقع ہے (الرحیق المختوم، ص:۳۹۷)

(۲) ابو قتادہ ربعی رضی اللہ عنہ: آپ کا نام بعض کے نزدیک حارث، بعض کے نزدیک نعمان اور بعض کے نزدیک عمرو تھا۔ احد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کا شہسوار کہا جاتا تھا۔ ۵۴ھ میں وفات پائی اور اس وقت آپ کی عمر ۷۲ سال تھی۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۷/۳۲۷۔۳۲۹)

(۳) الرحیق المختوم، ص:۳۹۷

(۴) ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۴/۲۸۸۔۲۸۴

معلومات کا حصول

جنگ میں ایک سپہ سالار کی بہترین حربی حکمتِ عملی یہ ہونی چاہیئے کہ اسے دشمن کی نقل و حرکت، تعداد اور ارادوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہو۔ کوئی بھی ملک خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اسے دشمن سے باخبر اور چوکنا رہنا پڑتا ہے اور اس کام کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ دشمن کے ہر کام سے باخبر رہا جائے کیونکہ دشمن کی جنگی صلاحیت سے باخبر ہو کر اور اپنی قوت میں اضافہ کی بدولت دشمن ملک کے خطرناک عزائم کو ناکام بنایا جا سکتا ہے اور انہیں آسانی سے شکست دی جا سکتی ہے۔ ہر ملک کو کوشش کرنی چاہیے کہ ان کا دشمن ان کے حالات اور نقل و حرکت سے بے خبر رہے۔ عبد الرحمن کیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "جس طرح دشمن کی نقل و حرکت اور اس کے حالات سے آگاہ رہنا ضروری ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ اپنے حالات اور نقل و حرکت سے دشمن کو حتی الوسع بے خبر رکھا جائے۔ لہذا ایسے "فوجی راز" سوائے گنتی کے چند مشیروں اور معتمد خاص کے کسی کو معلوم نہیں ہونے چاہیے۔"[۱]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کی ہر بات کی خبر رکھنی چاہیئے اور اپنی خبروں سے اسے بے خبر رکھنا چاہیئے۔ رسول کریم ﷺ مندرجہ ذیل طریقوں سے اپنے دشمنوں کی معلومات حاصل کرتے تھے:

ا۔ جنگی طلایہ گرد دستوں کے ذریعے۔

ب۔ جاسوسوں کے واسطے سے۔

ج۔ شخصی اطلاعوں سے۔

د۔ قیدیوں سے۔

ہ۔ عقلمند لوگوں سے مشورہ کے ذریعے۔[۲]

فتح مکہ کی مہم میں رسول کریم ﷺ نے جنگی طلایہ گرد دستوں اور شخصی اطلاعوں کے ذریعے قریش مکہ کی معلومات حاصل کیں۔ آپ ﷺ قریش کی عہد شکنی کی تمام معلومات بنو خزاعہ کے دو وفود عمرو بن سالم بن کلثوم خزاعی[۳] کے وفد اور بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ عنہ کے وفد سے سن چکے تھے[۴] اور آپ ﷺ کو ان لوگوں کے ذریعے اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ قریش مکہ اس حملے کے بارے میں لاعلم ہیں۔ آپ ﷺ نے قریش مکہ کی

---

(۱) نبی اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار، ص:۵۲

(۲) علوی، خالد، ڈاکٹر، انسان کامل ﷺ، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۱۹۷۴ء، ص:۳۱۷

(۳) عمرو بن سالم بن کلثوم خزاعی: آپ کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا۔ آپ ایک شاعر تھے (اسد الغابۃ، ۲/۳۴۹)

(۴) سیرۃ ابن ہشام، ۴/۱۱

معلومات کے حصول کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں جنگی طلایہ گرد دستے مقرر کئے ہوئے تھے۔ابو سفیان کی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آمد کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ ان ذرائع کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش مکہ کی اطلاعیں بالکل صحیح وقت پہ مل جاتی تھیں۔

قریش مکہ کو مسلمانوں کے بارے میں کوئی اطلاع مہیا نہ ہو سکی۔ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے بہت کوشش کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادوں کے بارے میں اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے معلومات حاصل کر سکیں لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکے۔پھر حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے مدینہ کے مسلمانوں سے معلومات حاصل کرنی چاہیں لیکن انہیں کچھ معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔مدینہ سے مکہ کے راستے میں حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی بنو خزاعہ کے وفد سے ملاقات ہوئی اور حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ نے ان سے مسلمانوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہی لیکن انہوں نے حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے سامنے جھوٹ بولا کہ وہ مدینہ نہیں گئے تھے۔[۱] اس طرح قریش مکہ مکمل طور پر اندھیرے میں رہے اور انہیں مدینے والوں کی کوئی اطلاع نہیں مل سکی۔یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو میل کا فاصلہ طے کر کے ان کے سر پر پہنچ گئے اور قریش کو خبر ہی نہ ہو سکی۔اسلامی فوج کے کیمپ کی روشنیاں اور آگ دیکھ کر انہیں پتا چلا کہ کوئی لشکر ان کے سر پر پہنچ چکا ہے اور ان سے مقابلہ کرنا ان کے بس سے باہر ہے۔

فتح مکہ میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خبروں سے دشمن کو بے خبر رکھا اور دشمن کی خبروں سے خود آگاہ رہے۔ اسی طرح عصر حاضر میں ہر مسلمان ملک کو اپنے دشمنوں کی خبروں کو حاصل کرنے کا مؤثر انتظام کرنا چاہیے تاکہ کوئی ملک بے خبری میں بھاری نقصان نہ اٹھالے۔

سریع الحرکت فوج

ایک سپہ سالار کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے لشکر کی نقل و حرکت کو اتنا تیز رکھے کہ وہ اپنی منزل مقصود میں بہت تیزی کے ساتھ پہنچ سکے اور اس کے دشمن کو اس کی نقل و حرکت کا علم ہی نہ ہو سکے۔موجودہ دور میں ہر ملک نے انتہائی سریع الحرکت فورسز کو متعین کیا ہوا ہے، تاکہ جلدی دشمن کے خطرات اور چالوں کا مقابلہ کیا جا سکے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھا اور مسلمان فوجیں اپنے مقاصد کے حصول کے لئے تیزی سے حرکت کرتی تھیں اور اپنی منزل مقصود پر مناسب وقت پر پہنچتی تھیں۔اس طرح دشمن کی تیاریاں مکمل ہونے سے پہلے اور اپنے ارادے میں کامیاب ہونے سے پہلے ہی ان کی سرکشی کو ختم کر دیا جاتا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج کی نقل و حرکت بے حد سریع تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی افواج کی نقل و حرکت مناسب وقت پر کرواتے اور ان سے مناسب جگہ پر پہنچ کر صحیح عمل کرواتے۔اسی لئے مسلمانوں نے ہمیشہ کامیابی حاصل کی۔[۲]

---

(۱) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۱۳

(۲) سروہی، محمد یسین، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی حکمت عملی، مشتاق بک کارنر، لاہور، ص:۶۱

اس کے بارے میں ڈاکٹر خالد علوی یوں بیان کرتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کی قوت، مرونت اور آپ ﷺ کی فوج کی نقل و حرکت بے حد سریع تھی۔ ایسی تیزی جو اس زمانے کے نہایت طاقتور لشکر کی تیز رفتاری سے کم نہیں ہے۔" (۱)

فتح مکہ کی مہم میں رسول اکرم ﷺ نے اسی بہترین حربی حکمت عملی سے فائدہ اٹھایا۔ آپ ﷺ مکہ کی طرف دس رمضان المبارک آٹھ ہجری بدھ کے دن عصر کے بعد مدینہ سے روانہ ہوئے۔(۲) آپ ﷺ اپنی فوج کو اتنی تیزی سے حرکت میں لاتے ہوئے بغیر کسی توقف کے طائف کی وادی عرج کے راستے سے ہوتے ہوئے کدید(۳)، جحفہ(۴)، ذی الحلیفہ، ابواء(۵)، قدید(۶) کے علاقوں سے تیزی سے گزرتے ہوئے مکہ کی طرف بڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ مدینہ سے مکہ کا راستہ تقریباً ایک ہفتہ میں طے کر کے رات کے وقت مکہ سے بائیس کلومیٹر شمال کی جانب مر الظہران پہنچ کر وہیں خیمہ زن ہو گئے۔

آپ ﷺ اپنی سریع الحرکت فوج کے ساتھ دشمن کے سر پر پہنچ گئے اور انہیں پتا ہی نہ چل سکا۔ آپ ﷺ اپنی فوج کے ساتھ سترہ رمضان المبارک کو مر الظہران سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور بیس رمضان آٹھ ہجری کو مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہو گئے۔ آپ ﷺ کی فتح مکہ میں اسلامی فوج کی سریع الحرکت حکمت عملی کی بدولت قریش مکہ کو موقع ہی نہیں مل سکا کہ وہ اپنے حلیفوں سے رابطہ کر کے ان سے مدد حاصل کر سکیں۔

عصر حاضر میں ایک مسلم سپہ سالار کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ وہ اپنی جنگی قوت کی نقل و حرکت کو اتنا تیز رکھے کہ وہ اپنی منزل مقصود پر بغیر کسی دشواری اور رکاوٹ کے پہنچ جائیں۔

نظم وضبط

حربی امور میں نظم وضبط کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ اگر جنگ میں نظم وضبط کا مظاہرہ نہ کیا جائے تو افراتفری اور غلط نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سپہ سالار کو کامیابی حاصل کرنے کے لئے جنگی کاموں میں نظم وضبط اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے، لہٰذا اسے عقل و بصیرت اور منظم طریقے سے نیز اپنے اختیار میں جو وسائل و ذرائع ہیں انہیں مدنظر رکھتے ہوئے، صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ اپنے اہداف کی جانب قدم بڑھانا چاہیے۔ محمد یسین سروہی فوج میں نظم وضبط کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

(۱) انسان کامل، ص:۳۴۱

(۲) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۱۸

(۳) کدید: مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے، امج اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے (معجم ما استعجم، ۱/۳۰۶)

(۴) جحفہ: مکہ اور مدینہ کے راستے میں ایک بستی کا نام ہے (معجم ما استعجم، ۱/۱۰۶)

(۵) ابواء: مدینہ کے مضافات میں سے ایک بستی ہے اس کے اور جحفہ کے درمیان تئیس میل کا فاصلہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ آرہ اور مصعد کی دائیں جانب مکہ کی طرف پہاڑ ہے (حموی، یاقوت، معجم البلدان، دار صادر، بیروت، طبع دوم:۱۹۹۵ء، ۱/۷۹)

(۶) قدید: مکہ اور مدینہ کے درمیان بحر احمر کے کنارے ایک آبادی ہے (معجم ما استعجم، ۱/۲۹۱)

"نظم وضبط ایک ایسا ہتھیار ہے جس کے بغیر کوئی لڑائی نہیں لڑی جاسکتی۔"(۱)

آپ ﷺ نے فتح مکہ میں فوج کے نظم وضبط کا خاص خیال رکھا۔ فتح مکہ میں مسلمانوں کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی اور ان کا تعلق مختلف قبائل(۲) سے تھا۔ ان سب لوگوں کے درمیان اتحاد تھا اور ان کا مقصد ایک تھا، اسی لئے کفار کو ان سے مقابلے کی جرات نہ ہو سکی۔ آپ ﷺ نے تمام قبائل کی فوجوں کو حکم جاری کیا کہ وہ بغیر کسی نقصان اور خون ریزی کے جبل ہند پر پہنچیں۔ تمام فوج آپ ﷺ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے جبل ہند کے مقام پر اکٹھی ہو گئی اور سارے مکہ کو محاصرے میں لے لیا(۳)۔

فتح مکہ میں فوج نے نظم وضبط کا مظاہرہ کیا اور کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح موجودہ دور میں فوج کے اندر نظم ضبط ہونا چاہیے تاکہ وہ کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔

راستوں کو کنٹرول کرنے کے لیے چیک پوسٹ

ہر ملک میں سیکورٹی کے سخت انتظامات کئے جاتے ہیں اور ملک کے داخلی اور خارجی راستوں پر، اہم مقامات اور چوراہوں پر فوجی اہلکاروں، رینجرز اور پولیس کی مشترکہ ٹیموں پر مشتمل اہلکاروں کی چیک پوسٹیں قائم کی جاتیں ہیں، کیونکہ ان چیک پوسٹوں سے ملک میں داخل ہونے والوں کی چھان بین کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ میں راستوں کو کنٹرول کرنے کے لئے انتظامات کیے۔ آپ ﷺ دشمن کو غافل رکھنے کے لیے نہایت خفیہ طریقہ سے قدم اٹھارہے تھے اور بہت باریک بینی سے کام لے رہے تھے۔ اس کام کے لیے آپ ﷺ کے حکم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگرانی میں مدینہ کے آس پاس اور مدینہ سے مکہ کے تمام راستوں پر پہرے بٹھادیئے گئے تھے اور مشکوک افراد کی آمد اور روانگی پر کڑی نگاہ رکھی جارہی تھی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش کے جاسوس لشکر اسلام کی روانگی سے آگاہ ہو جائیں۔(۴)

موجودہ دور میں سیکورٹی کے خدشات کے پیش نظر راستوں کو کنٹرول کرنے کے لئے انتظامات کرنا بہت ضروری ہو گئے ہیں، تاکہ کوئی دشمن ملک میں داخل ہو کر آپ کی معلومات نہ حاصل کر سکے۔

نفسیاتی دباؤ

موجودہ دور میں روایتی جنگ سے زیادہ نفسیاتی جنگ کی اہمیت ہے کیونکہ نفسیاتی طور پر دشمن کے ذہن کو مختلف حربوں سے متاثر کرکے مفلوج اور ان کے عزم و حوصلوں کو کمزور کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح دشمن کو بے بس

---

(۱) نبی کریم ﷺ کی فوجی حکمت عملی، ص:۶۴

(۲) مہاجرین، انصار، بنی مزینہ، بنی اسلم، بنی جہینہ، بنو کعب بن عمرو، بنی سلیم، بنو خزاعہ، بنو غفار، بنو اشجع، بنو لیث، بنو کنانہ، بنو ضمرہ، بنو سعد اور بنو تمیم

(۳) عین الحق، محمد، سیرت النبی تمام سیرت نگار، عبداللہ برادرز، لاہور، ص:۲۳۴

(۴) مغازی، ۲/ ۸۲۲

کر کے فتح حاصل کی جاتی ہے۔ اس میں جانی اور مالی نقصان سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ نفسیاتی جنگ سے دشمن کی مادی اور معنوی طاقت کا خاتمہ کیا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں محمد بن مخلف یوں بیان کرتے ہیں:

"نفسیاتی جنگ کا بنیادی مقصد تو معنوی طاقت کو ختم کرنا ہی ہوتا ہے۔ لیکن معنوی طاقت کے مفلوج و مسدود ہو جانے سے مادی طاقت از خود مفقود ہو جاتی ہے۔"[۱]

آپ ﷺ نے فتح مکہ میں دشمن پر نفسیاتی دباؤ کا حربہ اختیار کیا کیونکہ آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ طاقت کے استعمال کے بغیر نفسیاتی محاذ پر دشمن کو شکست دی جائے۔ ان کے اندر مقابلہ کرنے کی روح ختم کی جائے اور وہ بغیر لڑائی کے ہتھیار ڈال دیں۔ اسی وجہ سے مر الظہران پہنچ کر نبی اکرم ﷺ نے اپنی فوج کے ہر سپاہی کو کہا کہ وہ الگ الگ آگ روشن کریں۔[۲] اس طرح دشمن پر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ظاہر ہو۔ آگ سے تمام صحرا روشن ہو گیا۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء رضی اللہ عنہم تحقیق کے لئے باہر نکلے اور جب انہوں نے دس ہزار چولہوں کو روشن دیکھا تو ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو اپنے خچر پر سوار کر کے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا تو آپ نے ان کو امان دے دی۔[۳] دوسرا رسول اکرم ﷺ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر نفسیاتی دباؤ ڈالنے کے لئے پہاڑ کے ناکے پر وادی کی تنگ جگہ پر کھڑا کر دیا تاکہ وہ لشکر اسلام کو دیکھ سکیں۔[۴] اس طرح کے اقدامات سے ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

آپ ﷺ نے مصلحت اسی میں سمجھی کہ ان کو رہا کر دیں تاکہ وہ اپنی قوم میں جا کر ان کے حوصلوں کو متزلزل کریں۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس کام کو بخوبی انجام دیا۔ رسول اکرم ﷺ کا حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ پر اختیار کردہ نفسیاتی وار خالی نہیں گیا اور جب یہ مکہ گئے تو انہوں نے مکہ جا کر لوگوں کو رسول کریم ﷺ کے لشکر کے بارے میں اطلاع دی۔ ان کی بیوی ہند بنت عتبہ[۵] نے لوگوں کو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی باتوں پر یقین نہ کرنے کو کہا تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے غصے سے قریش مکہ کو کہا:

"وَيْلَكُمْ لَا تَغُرَّنَّكُمْ هَذِهِ مِنْ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّهُ قَدْ جَاءَكُمْ مَا لَا قِبَلَ لَكُمْ بِهِ فَمَنْ دَخَلَ دَارَ أَبِي سُفْيَانَ فَهُوَ آمِنٌ قَالُوا: قَاتَلَكَ اللهُ وَمَا تُغْنِي عَنَّا دَارُكَ، قَالَ وَمَنْ أَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنْ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَهُوَ آمِنٌ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ إِلَى دُورِهِمْ وَإِلَى الْمَسْجِدِ"[۶]

---

(۱) مخلف، محمد بن مخلف بن صالح، الحرب النفسیۃ فی صدر الاسلام، دار عالم الکتب، الریاض، ۱۹۹۲ء، ص:۴۹۷

(۲) طبقات کبریٰ، ۲/ ۱۳۵

(۳) مغازی، ۲/ ۸۱۸

(۴) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۲۸۰، ۵/ ۱۴۶

(۵) ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا: آپ معاویہ بن ابوسفیان کی والدہ تھیں۔ آپ غزوہ احد میں شریک تھیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کا مثلہ کیا۔ مسلمانوں کے بہت خلاف تھیں لیکن فتح مکہ کے دن اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی (الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۸/ ۱۵۵)

(۶) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۲۴

اس کے بہکاوے میں آکر دھوکے میں مبتلا نہ ہو، محمد ﷺ لشکر لے کر آگئے ہیں۔ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے، اسے امان ہے۔ تو لوگوں نے کہا کہ اللہ تجھے مارے، تیرے گھر کتنے آدمی سما سکتے ہیں؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا جو اپنا دروازہ اندر سے بند کرلے، اسے بھی امان ہے اور جو مسجد حرام میں داخل ہو جائے، اسے بھی امان ہے۔ یہ سنتے ہی لوگ تیزی سے اپنے گھروں کو اور بہت سے مسجد حرام میں داخل ہوئے۔

ان الفاظ میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے مکہ والوں کو اپنی بیوی کی باتوں پر یقین نہ کرنے کا کہا اور اسلامی لشکر اور رسول اکرم ﷺ کے مقرر کردہ امن کے لئے مخصوص کیے گئے مقامات کے بارے میں بتایا۔

آپ ﷺ کے اس طرح کے اقدامات کی وجہ سے مکہ میں قریشیوں کو ہراساں کرنے اور بغیر خونریزی کے ہتھیار ڈال دینے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ اس طرح نفسیاتی طور پر ان کے حوصلے کمزور ہو گئے اور مسلمانوں کی ہیبت سے ان کے خلاف کوئی بھی اقدام نہ کر سکے۔ فتح مکہ میں جس طرح آپ ﷺ نے ایسے اقدامات کیے کہ جس سے قریش مکہ کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے مسلمانوں سے لڑائی کرنے کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا۔ اسی طرح عصر حاضر میں مسلم امہ کے سپہ سالاروں کو چاہیے کہ وہ اپنے مخالفین کے حوصلے پست کرنے کے لئے نفسیاتی حربے استعمال کریں۔

دوراندیشی

سپہ سالار کی بہترین حربی حکمت عملیوں میں سے ایک اس کی دور اندیشی کی صفت ہوتی ہے۔ یہ حربی حکمت عملی سپہ سالار کے لئے بے حد ضروری ہے۔ اس کے ذریعہ سپہ سالار کو مساعد اور نا مساعد حالات کا صحیح احساس ہوتا ہے اور وہ ہر قسم کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کی تیاری پہلے سے کرلیتا ہے۔[1] سپہ سالار کو دشمن پر فتح حاصل کرنے کے لئے دوراندیشی سے کام لے کر منصوبے بنانے چاہیئں کیونکہ اگر دوراندیشی سے کام نہیں لیا جائے گا تو اہداف و مقاصد صرف خواب اور آرزو ہی بن کر رہ جائیں گے۔ سپہ سالار کے لئے دوراندیشی کی صفت سے متصف ہونا ضروری ہے۔ محمود خطاب شیت اس کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"کامیاب سپہ سالار وہ ہوتا ہے جو دوسری خوبیوں کے علاوہ دور اندیشی کی صفت سے موصوف ہو اور ہر احتمال کے لئے ضروری تدابیر اختیار کرے، یہ نہ ہو کہ تمام معاملات تقدیر کے حوالے کردے"۔[2]

فتح مکہ میں رسول کریم ﷺ نے دوراندیشی کا ثبوت دیا۔ آپ ﷺ کو اس چیز کا اندازہ تھا کہ قریش مقابلہ

---

(۱) انسان کامل، ص:۳۱۹

(۲) شیت، خطاب محمود، آنحضرت ﷺ بحیثیت سپہ سالار، ترجمہ: سید رئیس احمد جعفری، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص:۴۱۹

نہیں کریں گے اور وہ ہتھیار ڈال دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ نے دوراندیشی سے کام لے کر یہ تدبیر اختیار کی کہ آپ ﷺ نے بدترین حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنی فوج کو منظم کیا اور شہر کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔ آپ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کدیٰ[1] کے راستے مکہ میں زیریں حصے سے داخل ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کداء کے راستے بالائی حصے سے مکہ میں داخل ہوں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اذاخر کی طرف سے مکہ کی بلندی پر آئیں۔ رسول اکرم ﷺ اذاخر[2] کی پہاڑی کے راستے آئے۔ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ[3] کو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ وہ مغرب کے راستے مکہ میں داخل ہو۔ آپ ﷺ نے ہر سمت میں اتنی فوج متعین کر دی کہ وہ خود بغیر کسی کی مدد کے ان کا مقابلہ کر سکیں۔ فتح مکہ میں آپ ﷺ نے دوراندیشی کا ثبوت دے کر عظیم الشان کامیابی حاصل کی۔ اسی طرح موجودہ دور میں مسلمان سپہ سالار کو اپنے دشمن کو شکست دینے کے لئے پہلے سے منصوبہ بندی کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ کامیابی اس کو عطا کرتے ہیں جو اس کے لئے پوری تیاری کرتا ہے۔

فوج کے دستوں کی تقسیم اور افسروں کا تعین

جس طرح موجودہ دور میں فوج کو بٹالین میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ان دستوں کے افسران مقرر کیے جاتے ہیں۔ آج سے چودہ سو سال پہلے آپ ﷺ نے اپنے لشکر میں سے افسران کا تعین کیا تھا۔

فتح مکہ کے دوران مدینہ سے مکہ کی طرف اسلامی لشکر بغیر ترتیب کے روانہ ہوا تھا۔ کیونکہ بعض قبائل راستے میں آکر آپ ﷺ کی فوج میں شامل ہوئے۔ جب قدید کے مقام پر پوری فوج اکٹھی ہو گئی تو نبی اکرم ﷺ نے قدید کے مقام پر پڑاؤ کیا تاکہ لشکر اسلام کچھ دیر آرام کر لے۔ یہاں پر آپ ﷺ نے فوج کی تیاری کی اور فوج کو دستوں میں تقسیم کیا اور دستوں کے افسران مقرر کئے۔ آپ ﷺ نے فوج کی تیاری قبائلی بنیادوں پر کی اور ہر قبیلے کے مختلف خاندانوں کے دستے بنائے اور اسی خاندان کے فرد کو اس دستے کا افسر مقرر کیا۔

بنو اوس کے چھ دستے بنائے اور ان کے افسران ابو نائلہ[4]، قتادہ[5]، ابوبردہ[6]، جبر بن عتیک، ابولبابہ بن

---

(۱) کدی: مکہ معظمہ میں کداء کے قریب ایک پہاڑ ہے (معجم ما استعجم، ۱/۳۰۶)

(۲) سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو خزرج سے تھا۔ آپ کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا تھا اور وہ صحابیہ تھیں۔ آپ بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل تھے۔ آپ نے حوران میں پندرہ ہجری اور بعض کے نزدیک سولہ ہجری میں وفات پائی (تہذیب التہذیب، ۳/۴۱۲)

(۳) اذاخر: مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک گھاٹی ہے (معجم ما استعجم، ۱/۳۹)

(۴) ابو نائلہ رضی اللہ عنہ: آپ کا نام سلکان بن سلامہ تھا۔ آپ کا تعلق انصار سے تھا۔ آپ بہترین تیرانداز اور شاعر تھے۔ آپ غزوہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے (الاصابۃ فی تمییز الصحابہ، ۷/۴۰۹)

(۵) قتادہ رضی اللہ عنہ: آپ کا نام قتادہ بن نعمان اور کنیت ابوعمرو تھی۔ آپ کا تعلق قبیلہ اوس سے تھا۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ۲۳ھ میں فوت ہوئے۔ (اسد الغابہ، ۲/۴۰۷)

(۶) ابوبردہ رضی اللہ عنہ: آپ کا نام ہانی بن نیار تھا۔ انصار کے حلیف تھے اور تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شہید ہوئے۔ (اسد الغابہ، ۳/۱۴۳)

عبدالمنذر[۱] اور مبیض رضی اللہ عنہم[۲] مقرر کئے، بنو خزرج کے چھ دستے تشکیل دیئے اوران کے افسران ابو اسید الساعدی[۳]، عبداللہ بن زید[۴]، قطبہ بن عامر[۵]، عمارہ بن حزم[۶] اور سلیط بن قیس رضی اللہ عنہم[۷] مقرر فرمائے۔ مہاجرین کے تین دستے بنائے اوران کے افسران علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم مقرر کئے، بنو مزنیہ کو تین دستوں میں تقسیم کیا اوران کے افسران نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ[۸]، بلال بن حارث اور عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مقرر کئے۔ بنو جہینہ کے چار دستے بنائے اوران کے افسران سوید بن صخر[۹]، رافع بن مکیث[۱۰]، ابو زرعہ[۱۱] اور عبداللہ بن بدر رضی اللہ عنہم[۱۲] مقرر ہوئے، بنو سلیم کے تین دستے بنائے اوران کے افسران عباس بن مرداس[۱۳]، خفاف بن ندبہ اور حجاج بن علاط رضی اللہ عنہم مقرر کئے۔

---

(۱) ابولبابہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ: آپ کانام رفاعہ بن عبدالمنذر تھا۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے تھے۔ آپ کاانتقال حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوا (اسد الغابہ،۳/۲۳۶)

(۲) مبیض رضی اللہ عنہ: آپ کانام مبیض یا نبیض تھا۔ آپ کا تعلق انصار سے تھا(الاصابۃ فی تمییزالصحابۃ،۳/۵۸۹)

(۳) ابو اسید رضی اللہ عنہ: آپ کا نام مالک بن ربیعہ تھا۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔۶۰ ہجری میں وفات پائی(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،۵/۲۳۷)

(۴) عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ: آپ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک ہوئے اورر غزوہ احد میں شہید ہوئے (اسلام کے فیصلہ کن معرکے فتح مکہ، ص:۱۷۴)

(۵) قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: آپ کی کنیت ابو زید تھی۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ کا انتقال حضرت عثمان کے دور خلافت میں ہوا ۔(اسد الغابہ، ۲/۴۱۲)

(۶) عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق انصار سے تھا۔ بیعت عقبہ میں شریک تھے۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ آپ نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی(اسد الغابہ، ۲/۳۱۱)

(۷) سلیط بن قیس رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق انصار سے تھا۔ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ جنگ جسر میں شہادت پائی(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،۳/۱۶۳)

(۸) نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو مزینہ سے تھا۔ آپ نے اصبہان فتح کیا۔ ۶۱ ہجری میں وفات پائی(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ،۶/۴۵۳)

(۹) سوید بن صخر رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو جہینہ سے تھا۔ قدیم الاسلام تھے۔ حدیبیہ اور فتح مکہ میں شریک ہوئے ۔(اسد الغابۃ، ۱/۹۴)

(۱۰) رافع بن مکیث الجہینی رضی اللہ عنہ: آپ بیعت رضوان میں شریک تھے اور فتح مکہ کے دن جہینہ کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے۔(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۲/۴۴۵)

(۱۱) ابو زرعہ رضی اللہ عنہ: آپ کا نام زید بن خالد تھا۔ بنو جہینہ سے تھے ۔ بیعت رضوان میں شریک تھے اور فتح مکہ کے دن بنو جہینہ کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے،۷۸ ہجری کو مدینہ میں وفات پائی(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۲/۶۰۳)

(۱۲) عبداللہ بن بدر رضی اللہ عنہ: آپ کا نام عبد العزی تھا جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کیا۔ آپ نے غزوہ احد میں شرکت کی۔ فتح مکہ کے دن بنو جہینہ کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۴/۱۹)

(۱۳) عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ: آپ کی کنیت ابو الہیثم یا ابو الفضل تھی۔ آپ نے فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا(اسد الغابۃ، ۲/۷۷)

بنو خزاعہ تین دستوں میں تقسیم ہوئے بنائے اوران کے افسران بسر بن سفیان[۱]، ابن شریح[۲]اور عمرو بن سالم رضی اللہ عنہم مقرر کئے گئے۔ بنو اسلم کے دو دستے بنائے اوران کے افسران بریدہ بن حصیب[۳]اور ناجیہ بن اعجم رضی اللہ عنہما[۴] قرار پائے۔ بنو غفار کا ایک دستہ بنایا اور ان کا افسر ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ بنو لیث کا ایک دستہ بنایا اور ان کا افسر صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ [۵]کو مقرر کیا۔ بنو اشجع کے دو دستے بنائے اور ان کے افسران نعیم بن مسعود[۶]اور معقل بن سنان رضی اللہ عنہما[۷]کو بنایا۔ بنو تمیم کا ایک دستہ بنایا اور ان کا افسر اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ [۸]کو بنایا۔[۹]

جس طرح فتح مکہ میں رسول کریم ﷺ نے اپنے لشکر میں سے افسران کا تعین کیا۔ اسی طرح موجودہ دور میں محنتی اور ذہین افسران متعین کرنے سے اہل اسلام اپنی فوج کو کامیابیوں سے روشناس کرا سکتے ہیں۔

حصولِ مقصد کے لئے کم سے کم جانی نقصان

عصر حاضر میں ایک عظیم سپہ سالار کی حکمت عملی یہ ہونی چاہیے کہ فتح کا مقصد بھی حاصل ہو جائے اور جانی نقصان بھی کم سے کم ہو خواہ یہ نقصان اپنی فوج کی طرف سے ہو یا دشمن کی۔ اگر دشمن کے بے دریغ لوگوں کو قتل کر کے فتح حاصل کی جائے تو ایسی فتح کا تعلق فوج کی بہادری سے تو ہو سکتا ہے لیکن سپہ سالار کی حکمت عملی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جنگ کا اصل مقصد قتل وغارت نہیں بلکہ علاقہ کو فتح کرنا ہوتا ہے۔ ایسی فتح سپہ سالار کی عظمت

---

(۱) بسر بن سفیان رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا۔ آپ نے ۶ ہجری میں اسلام قبول کیا۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۱/۲۹۲)

(۲) ابن شریح رضی اللہ عنہ: آپ کا نام خویلد بن عمرو تھا۔ فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آپ نے ۶۸ ہجری میں وفات پائی (اسد الغابۃ، ۳/۱۹۵)

(۳) بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ: آپ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ بیعت رضوان میں شریک تھے ۔ مدینہ کے رہنے والے تھے مگر بعد میں بصرہ چلے گئے اور مرو میں وفات پائی۔ (اسد الغابۃ، ۱/۱۱۰)

(۴) ناجیہ بن اعجم رضی اللہ عنہ: آپ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۶/۳۹۸)

(۵) صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو لیث سے تھا۔ آپ کی والدہ ابو سفیان بن حرب کی بہن تھی۔ فتح اصطخر میں شریک ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۳/۴۲۶)

(۶) نعیم بن مسعود رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو غطفان سے تھا۔ کنیت ابو سلمہ تھی۔ غزوہ خندق کے موقع پر اسلام قبول کیا اور غزوہ خندق کے موقع پر بنو قریظہ، غطفان اور قریش میں بدگمانی پیدا کر کے ایک دوسرے کا مخالف بنا دیا۔ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ (اسد الغابۃ، ۳/۷۲-۷۳)

(۷) معقل بن سنان رضی اللہ عنہ: آپ پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھے۔ جنگ حنین اور فتح مکہ کے موقع پر اپنی قوم کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے، آپ نے ۶۳ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔ (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۶/۱۸۱)

(۸) اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ: آپ کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ آپ فتح مکہ، غزوہ حنین اور غزوہ طائف میں شریک ہوئے۔ جوزجان میں شہید ہوئے (الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۱/۱۰۱)

(۹) اسلام کے فیصلہ کن معرکے فتح مکہ، ص: ۱۷۱-۱۸۲

کی دلیل اور اس کی اہم خوبی ہوتی ہے جس میں کم سے کم نقصان ہو اور مقصد بھی حاصل ہو جائے۔ غلام غوث ہزاروی[۱] اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس سے بڑھ کر کوئی خوبی کسی فوجی جرنیل میں نہیں ہو سکتی کہ کامیابی حاصل کرنے کے لئے کم سے کم انسانی جانیں ضائع کرے۔"[۲]

فتح مکہ میں رسول اکرم ﷺ کی حکمت عملی یہ تھی کہ آپ ﷺ مکہ کو بغیر کسی جانی نقصان کے پرامن طور پر فتح کرنا چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے طے کر لیا تھا کہ مکہ میں اسلامی لشکر بغیر خون ریزی کے داخل ہو گا اور قریش کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ آپ ﷺ نے اپنے سالاروں کو مکہ میں ہتھیار استعمال کرنے سے منع کیا اور چند لوگوں کے سوا کسی شخص کو قتل نہ کرنے کا حکم دیا۔[۳] آپ ﷺ نے حجاز کے مرکزی شہر مکہ کو فتح کیا تو صرف دو مسلمان شہید ہوئے[۴] اور بارہ مشرکین مکہ مارے گئے[۵]۔

درج بالا تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ کم سے کم جانی نقصان کے ساتھ بڑی بڑی کامیابیاں حاصل کی جاسکتیں ہیں۔ موجودہ دور کے سپہ سالاروں کو ایسی حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے کہ کم سے کم نقصان ہو اور مقصد کو بھی حاصل کیا جاسکے۔

شہر کے محاصرہ کی ترکیب

محاصرہ ایک جنگی حربہ ہوتا ہے جس میں دشمن کے علاقے کا گھیراؤ کیا جاتا ہے اور تمام ذرائع آمدورفت بند کر دیے جاتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فتح مکہ میں اسی جنگی حربے کو اختیار کیا تھا۔ آپ ﷺ نے چاروں طرف سے مکہ کا محاصرہ کر دیا تھا اور اپنی فوج کو اکٹھے ایک ہی سمت سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم نہیں دیا بلکہ سپاہیوں کو چار دستوں میں تقسیم فرمایا اور ہر ایک دستہ کو ایک سمت سے شہر کے اندر داخل ہونے کا حکم دیا۔ میسرہ کی قیادت حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو تفویض کی اور انہیں حکم دیا کہ شمال کی جانب سے مکہ میں داخل ہوں۔ میمنہ لشکر کا سالار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور انہیں ہدایت دی گئی کہ وہ جنوب کی جانب سے مکہ میں داخل ہوں۔ انصار کی قیادت حضرت

---

(۱) غلام غوث ہزاروی: آپ بفہ (ضلع مانسہرہ) میں پیدا ہوئے۔ آپ نے چند سالوں میں جمعیت علماء اسلام کو ملک کی بڑی سیاسی جماعت بنا دیا۔ آپ نے برطانوی سامراج کے خلاف آزادی کی جنگ میں متحرک کردار ادا کیا تھا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کی تھیں۔ آپ کو بفہ میں دفن کیا گیا۔ (الراشدی، زاہد، غلام غوث ہزاروی، ماہنامہ الشریعہ، گوجرانوالہ، جون ۱۹۹۳ء)

(۲) ہزاروی، غلام غوث، جنگ سیرۃ نبوی ﷺ کی روشنی میں، مکی دار الکتب، لاہور، دسمبر ۱۹۹۶ء، ص:۲۰

(۳) سیرۃ ابن ہشام، ۴/۲۸

(۴) طبقات کبری، ۲/ ۱۳۶

(۵) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۲۹

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو سونپی اور انہیں نے حکم دیا کہ وہ مغرب کے راستے مکہ میں داخل ہوں۔مہاجرین کی قیادت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو سونپی اور انہیں فرمان ملا کہ وہ شمال مغرب کی جانب سے جبل ہند سے گزرتے ہوئے مکہ میں داخل ہوں۔(۱) آپ ﷺ کا لشکر کی ترتیب و تقسیم کے بارے میں سر ولیم میور(۲) یوں لکھتا ہے:

"محمد نے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کر کے مختلف راستوں سے شہر میں داخلہ کا حکم دیا اور سختی سے ہدایت کی کہ سوائے انتہائی مجبوری اور خود حفاظتی کے جنگ نہیں کرنی"۔(۳)

رسول کریم ﷺ نے چاروں طرف سے شہر کے محاصرہ کی ترکیب اپنا کر مشرکین کے فرار ہونے کی کوشش کو ختم کر لیا اوراس طرح ان کے پاس صرف ایک راستہ باقی رہ گیا کہ وہ ہتھیار ڈال دیں۔گویا کہ دشمن کا محاصرہ کرنے سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے اور وہ بھاگ نہیں سکتا۔یہ ایک کامیاب جنگی حربہ ہے۔اس لئے عصر حاضر میں اس سے کام لے کر دشمن کو گرفتار کیا جائے۔اس ترکیب سے جہاں جنگی مقاصد حاصل ہوتے ہیں وہاں بڑے پیمانے پر قتل و غارت سے بھی بچا جا سکتا ہے۔اہل ایمان کا مقصد دین کا پرچار اور کلمہ حق کا غلبہ ہے نہ کہ قتل و غارت، لہٰذا اس حکمت اپنی کو اپنانا ہر مسلمان جرنیل کی اشد ضرورت ہے۔

غیر متوقع حملہ

غیر متوقع حملہ جنگ کے میدان میں سب سے موثر، طاقتور اور دیرپا حربہ ہوتا ہے۔جنگ میں غیر متوقع حملہ کرنا چاہیے، جس کی دشمن کو توقع نہ ہو اور وہ اس کے لئے تیار ہی نہ ہو۔جنگ میں ہمیشہ وہ سپہ سالار کامیاب ہوتا ہے جو غیر متوقع کاروائی کرتا ہے۔غلام غوث ہزاروی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جب دو قوموں میں حالت جنگ قائم ہے تو کامیاب اور قابل قائد کی خوبی اور لیاقت یہ ہے کہ دشمن کو خبر ہی نہ ہونے دے اور وہ اسے جا دبوچے۔"(۴)

عصر حاضر میں سپہ سالار کو اس جنگی حربہ سے کام لینا چاہیے۔رسول اکرم ﷺ کی حربی حکمت عملی ہمیشہ اس حربہ پر منحصر رہی۔کامیاب غیر متوقع حملے کے لئے مندرجہ ذیل امور ضروری ہیں:

ا۔ جنگی ضروریات کے لئے اپنے ارادے اور طاقت کو مخفی رکھنا چاہیے۔

ب۔ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف تیزی سے حرکت کرنا چاہیے۔

---

(۱) طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والرسل والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول: ۱۴۰۷ھ، ۲/ ۱۵۹

(۲) سر ولیم میور: آپ ایک اعلی تعلیم یافتہ انگریز تھے۔ برطانوی حکومت کے دور میں غیر منقسم ہندوستان کی ایک ریاست کے گورنر تھے ۔ آپ کی مشہور کتاب "لائف آف محمد" تھی (خان، وحید الدین، دفاع یا دعوت، الرسالہ، جون ۲۰۱۵ء)

(۳) میور، ولیم، لائف آف محمد، انگریزی ایڈیشن، لندن، ص:۴۶

(۴) جنگ سیرۃ نبوی ﷺ کی روشنی میں، ص:۲۳

ج۔ غیر متوقع راستوں پر چلنا چاہیے۔
د۔ غیر متوقع وقت کا انتخاب کرنا چاہیے۔
ہ۔ غیر متوقع ہتھیاروں کا استعمال کرنا چاہیے۔
و۔ نئے جنگی اسلوب اپنانے چاہیے۔[۱]

رسول کریم ﷺ نے فتح مکہ میں اپنے ارادوں کو مخفی رکھ کر، سریع الحرکت فوج اور غیر متوقع راستوں پر چلتے ہوئے غیر متوقع حملے کے حربے کو استعمال کیا اور کامیابی حاصل کی۔ آپ ﷺ نے فتح مکہ میں بھی اپنے ارادے کو مخفی رکھا[۲] کیونکہ آپ ﷺ دشمن پر ناگہانی حملہ کرنا چاہتے تھے تاکہ دشمن حیرت زدہ ہو جائے اور وہ سوچ ہی نہ سکے کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ دشمن لڑائی کے بارے میں سوچے بغیر ہتھیار ڈال دے۔ قریش مکہ نے اسی طرح کیا اور ہتھیار ڈال دیئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کی حیات طیبہ منبع الکمالات ہے اور اس میں ایک کمال لاجواب، بے نظیر و بے مثال سپہ سالار ہونا بھی ہے جس کا ثبوت غزوات النبی ﷺ میں بہترین دادِ شجاعت اور لازوال کامیابیاں ہیں۔ ان غزوات اور بالخصوص فتح مکہ کے مطالعہ کی روشنی میں درج ذیل سفارشات پیشِ خدمت ہیں:

سفارشات

۱۔ امت مسلمہ کو اپنے حربی و دفاعی معاملات کا حل اور حربی مسائل کو ختم کرنے کے لئے فتح مکہ میں آپ ﷺ کی حربی حکمت عملی سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔
۲۔ کسی اسلامی سلطنت کا غیر اسلامی ممالک کے ساتھ معاہدہ ہو۔ وہ معاہدہ توڑ دیں تو مسلمانوں پر واجب ہے کہ جس طرح ممکن ہو اس سے بازپرس کرے۔ ان کے عمل کی وجہ سے انہیں سبق سکھانا چاہیے۔
۳۔ عسکری قوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام و انتظام نہ صرف دشمن پر خوف طاری کرنے کے لئے بلکہ حملے سے باز رکھنے کے لئے بھی ضروری ہے۔
۴۔ سپہ سالار کو فتح کے دن ذاتی انتقام سے گریز اور عاجزی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
۵۔ تمام مسلم ممالک اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر اسلحہ سازی میں مکمل خود کفالت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ انہیں اپنی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنانا چاہیے۔
۶۔ مسلمان سپہ سالاروں کو جنگ میں دور جاہلیت کے اختیار کردہ وحشیانہ اصولوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

---

(۱) نبی کریم ﷺ کی فوجی حکمت عملی، ص:۵۲
(۲) سیرۃ ابن ہشام، ۴/ ۱۵

۷۔ اگر جنگی صورت حال ہو تو سپہ سالار کو جنگی کاروائیوں، قیدیوں اور عام شہریوں کے سلسلے میں اسلام کی ہدایات کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

۸۔ آپ ﷺ میں بحیثیت سپہ سالار جو ذاتی اوصاف و کمالات تھے۔ موجودہ دور میں ہر مسلمان سپہ سالار کو اپنے اندر پیدا کرنے چاہیے۔

۹۔ دشمن کو جنگ کے بغیر مطیع کرنا چاہیے۔

۱۰۔ دشمن کو خوفزدہ کرنے کے لئے فوجی مظاہرہ کرنا چاہیے۔